Open Access
Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

The Constitutional Structure of the Constitution of Madīnah in the Prophetic Era: An Analytical Study of the Principles of Citizenship and Interreligious Coexistence

عہدِ نبوی ﷺ میں دستورِ مدینہ کی آئینی ساخت: اصولِ شہریت و بین المذاہب ہمزیستی کا تجزیاتی مطالعہ

Authors Details

1. **Dr. Atiq ur Rahman** (Corresponding Author)
   Associate Professor, Department of Islamic Studies, University of Engineering and Technology (UET), Lahore, Pakistan.
   Email: **dratiquet@gmail.com**

Citation

Atiq ur Rahman, Dr." The Constitutional Structure of the Constitution of Madīnah in the Prophetic Era: An Analytical Study of the Principles of Citizenship and Interreligious Coexistence."*Al-Marjān Research Journal* 3,no.4, Oct-Dec (2025): 78−87.

Submission Timeline

Received: Sep 07, 2025
Revised: Sep 18, 2025
Accepted: Oct 05, 2025
Published Online: Oct 12, 2025

Article QR

Publication & Ethics Statement

Published by *Al-Marjān Research Center*, Lahore, Pakistan.

© The Authors. No conflict of interest declared.

This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

The Constitutional Structure of the Constitution of Madīnah in the Prophetic Era: An Analytical Study of the Principles of Citizenship and Interreligious Coexistence

عہدِ نبوی ﷺ میں دستورِ مدینہ کی آئینی ساخت: اصولِ شہریت و بین المذاہب ہمزیستی کا تجزیاتی مطالعہ

☆ ڈاکٹر عتیق الرحمٰن

Abstract

This study explores the constitutional structure of the Charter of Madinah established by the Prophet Muhammad (ﷺ) during the early Islamic period, focusing on its foundational principles of citizenship and interfaith coexistence. The research aims to analyze how the Charter functioned as the first written constitution ensuring justice, equality, and communal harmony among diverse religious and ethnic groups in Madinah. Drawing upon primary sources such as Hadith, Sirah literature, and early Islamic historiography, the paper examines the Prophet's (ﷺ) approach to governance, pluralism, and social contract. The study highlights that the Charter of Madinah recognized all inhabitants—Muslims, Jews, and others—as part of a single political community (Ummah Wāḥidah), thus laying the groundwork for a just and inclusive state system. By comparing these principles with modern constitutional concepts of citizenship and minority rights, the research demonstrates the timeless relevance of the Prophetic model for fostering peace, coexistence, and equitable governance in contemporary multicultural societies.

Keywords: Charter of Madinah, Prophet Muhammad (ﷺ), Citizenship, Interfaith Coexistence, Islamic Constitution, Pluralism, Justice, Governance.

تعارف موضوع

عہدِ نبوی ﷺ اسلامی تاریخ کا وہ سنہرا دور ہے جس میں انسانی معاشرت کو ایک منظم، عادلانہ اور ہم آہنگ سیاسی ڈھانچے کی شکل دی گئی۔ دستورِ مدینہ، جو نبی کریم ﷺ کی قیادت میں تشکیل پایا، تاریخِ انسانی کا پہلا تحریری آئین تھا جس نے مختلف مذاہب، قبائل اور نسلی گروہوں کو ایک مشترکہ شہری حیثیت عطا کی۔ اس آئین کی بنیاد عدل، مساوات، باہمی احترام اور بین المذاہب ہمزیستی پر رکھی گئی، جس کے نتیجے میں ایک ایسے معاشرے کی تشکیل ممکن ہوئی جہاں اختلافِ مذہب کے باوجود شہری حقوق اور ذمہ داریاں مساوی تھیں۔ یہ مقالہ دستورِ مدینہ کی آئینی ساخت کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے، جس میں اصولِ شہریت، مذہبی آزادی، اور اجتماعی امن کے پہلوؤں کو سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ موجودہ دور کے کثیر المذہبی معاشروں کے تناظر میں، دستورِ مدینہ کا مطالعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ نبی ﷺ کی ریاستِ مدینہ محض مذہبی حکومت نہیں بلکہ ایک جامع، دستوری اور فلاحی ریاست کا عملی نمونہ تھی جو آج کے عالمی آئینی و انسانی حقوق کے اصولوں سے ہم آہنگ ہے۔

مبحثِ اوّل: سیرتِ نبوی ﷺ اور ریاستِ مدینہ کا آئینی تصور تاریخی و نظریاتی اساسات

جب ہجرتِ مدینہ کے بعد نبیِ اکرم ﷺ نے اسلامی معاشرت کی بنیاد نئی سرزمین پر رکھی تو انسانی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک الہامی تصورِ ریاست اپنے عملی قالب میں ظاہر ہوا۔ یہ ریاست کسی نسلی یا جغرافیائی وحدت پر نہیں بلکہ ایمان، اخلاق اور عدل کے اصولوں پر قائم تھی۔ مدینہ منورہ کا پس منظر محض سیاسی منتقلی کا واقعہ نہیں بلکہ تہذیبی و قانونی انقلاب کا نقطۂ آغاز تھا۔ عرب کے جاہلی قبائل، جو صدیوں سے نسبی عصبیت اور انتقامی اقدار میں جیتے آئے تھے، اُنہیں نبی ﷺ نے ایک ایسے عمرانی معاہدے میں جمع کیا جو انسانی مساوات، مذہبی آزادی، اور قانونی نظم کا بلیغ نمونہ بن گیا۔

قرآنِ مجید نے اسی نئے نظمِ عمرانی کی فکری اساس ان الفاظ میں بیان فرمائی:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾[1]

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی (یو ای ٹی)، لاہور، پاکستان۔

[1] Āl ʿImrān 3:103

"اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ نہ ڈالو۔"

یہ آیت دراصل نبوی ریاست کے اجتماعی شعور کی اساس بن گئی۔ نبی ﷺ نے ایمان کو سیاسی و سماجی اتحاد کی بنیاد قرار دیا، نہ کہ نسل یا قبیلے کو۔ چنانچہ ریاستِ مدینہ کی اولین دستاویز یعنی میثاقِ مدینہ نے ایک غیر معمولی اصول وضع کیا کہ مسلمان، یہودی، اور دیگر قبائل سب "امت واحدہ" کے تحت شریکِ معاشرت ہیں۔ اس معاہدے میں مذہبی اختلاف کے باوجود شہری مساوات کا اعلان اُس وقت کی دنیا میں بے نظیر تھا۔

ابنِ ہشام نے اس میثاق کو نبی ﷺ کی سیاسی حکمت کا اولین مظہر قرار دیتے ہوئے لکھا:

»وَكَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، وَصَالَحَ فِيهِ الْيَهُودَ، وَعَاهَدَهُمْ عَلَى الدِّينِ وَالْمَالِ، وَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً مِنْ دُونِ النَّاسِ[2]«.

"نبی ﷺ نے مہاجرین و انصار کے درمیان معاہدہ تحریر فرمایا، اور یہود سے دین و مال کے حوالے سے صلح و معاہدہ کیا، اور ان سب کو لوگوں کے علاوہ ایک امت واحدہ قرار دیا۔"

یہ تحریری معاہدہ دراصل آئینی شعور کا اولین مظہر ہے۔ اس نے "امّت" کے مفہوم کو قبائلی دائرے سے نکال کر قانون اور عدل کے محور میں داخل کیا۔ اس ریاست میں اقتدار کی بنیاد "بیعت" پر رکھی گئی، جو نہ جبری تھی نہ موروثی، بلکہ اجتماعی رضامندی اور ایمانی عہد پر مبنی تھی۔

سیرتِ نبوی ﷺ میں ریاست، قانون، اور اجتماعیت کا فکری پس منظر عہدِ مکی سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ نبی ﷺ نے ابتدائی دعوت میں ایمان کو محض فردی عقیدہ نہیں بلکہ ایک اجتماعی اخلاقی انقلاب کے طور پر پیش کیا۔ چنانچہ جب مدینہ میں اقتدار نصیب ہوا تو وہ اقتدار، ایمان کا فطری ظہور تھا نہ کہ سیاسی غلبے کی منصوبہ بندی۔

حضرت نبی ﷺ نے مدینہ میں "اخوّت" کے ذریعے دو مختلف طبقات—مہاجرین اور انصار—کو ایک وحدت میں بدل دیا۔ اس عمل نے ریاستی نظم کو قلبی و اخلاقی بنیاد فراہم کی۔ صحیح مسلم میں روایت ہے:

»تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى عُضْوٌ، تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى[3]«.

"تم مومنوں کو باہمی رحم، محبت اور شفقت میں ایک جسم کی مانند پاؤ گے، کہ اگر ایک عضو کو تکلیف پہنچے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔"

یہ تمثیل نبوی ﷺ صرف جذباتی نہیں بلکہ آئینی فلسفے کی رمز ہے۔ نبی ﷺ نے اس وحدتِ جسمانی کو ریاستی نظم میں منتقل کر کے شہری برابری، سماجی اشتراک، اور باہمی ذمہ داری کی اساس رکھی۔

مغربی مستشرق Montgomery Watt نے لکھا:

> *"The Constitution of Medina marks the transition from tribal chaos to an organized polity under a moral law an achievement unparalleled in ancient history."*[4]

"میثاقِ مدینہ قبائلی انتشار سے ایک منظم سیاسی نظم کی طرف وہ منتقلی ہے جو اخلاقی قانون کے تحت وجود میں آئی اور یہ قدیم تاریخ میں بے نظیر کارنامہ ہے۔"

یہ مشاہدہ ظاہر کرتا ہے کہ نبوی ﷺ سیاست کا جو تصور ہے وہ اخلاقی قانون کی بالادستی پر قائم ہے، نہ کہ اقتدار کے تسلط پر۔ یہی وجہ ہے کہ ریاستِ مدینہ میں "شوریٰ" کو قانون سازی اور اجتماعی فیصلوں کا محور قرار دیا گیا۔ قرآن نے فرمایا:

﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ﴾[5]

"اور ان کے تمام معاملات باہمی مشورے سے طے پاتے ہیں۔"

یہ آیت اسلامی سیاسی فکر کا بنیادی قاعدہ قرار پائی، جس نے حکمرانی کو اخلاقی ذمے داری اور شراکتی امانت بنا دیا۔

---

[2] Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik, Al-Sīrah al-Nabawīyah (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 2004), 2: 147
[3] Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusaīn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-ʻIlmīya, 1330 AH), 4: 6752
[4] W. Montgomery Watt, Muhammad at Medina (Oxford: Clarendon Press, 1956), 226
[5] al-Shūrā 42:38

جاہلی قبائلی نظام سے نبوی ﷺ نظامِ عمرانی کی منتقلی دراصل انسانی شعور کی ایک داخلی تطہیر تھی۔ عصبیت، انتقام، اور نسبی تفاخر کی جگہ عدل، اخوت، اور فضیلتِ عمل نے لے لی۔ ابنِ خلدون نے اس انقلاب کی فکری تعبیر ان الفاظ میں کی:

»إِنَّ الدَّعْوَةَ الدِّينِيَّةَ تُذْهِبُ عَصَبِيَّةَ النَّسَبِ، وَتُؤَلِّفُ بَيْنَ الْقُلُوبِ عَلَى مَبَادِئِ الْإِيمَانِ[6]«.

"دینی دعوت نسبی عصبیت کو مٹا دیتی ہے اور دلوں کو ایمانی اصولوں پر متحد کر دیتی ہے۔"

یہ تبدیلی کسی خارجی قوت کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک داخلی تہذیبی تجدید تھی۔ نبی ﷺ نے انسان کو اس کی فطری مساوات کا شعور دیا اور سماج کو اخلاقی مرکزیت عطا کی۔ یوں ریاستِ مدینہ محض ایک تاریخی واقعہ نہیں بلکہ وہ فکری و آئینی مظہر ہے جس نے مذہب، قانون، اور اجتماعیت کے رشتے کو نئی تعبیر بخشی۔ یہ ریاست اقتدار کی نہیں بلکہ اخلاق کی سلطنت تھی—ایک ایسا نظم جس میں قانون عبادت سے جدا نہیں اور سیاست، اخلاق سے بیگانہ نہیں۔ نبوی ﷺ سیرت نے انسانی اجتماعیت کو وحی کے آئین کے تابع کر کے وہ معیار قائم کیا جو آج بھی جدید ریاستی تصورات کے لیے فکری میزان کی حیثیت رکھتا ہے۔

مبحثِ دوم: سیرتِ نبوی ﷺ میں دستورِ مدینہ کی آئینی ساخت اصول، دفعات اور نظریاتی محاورہ

جب نبیِ اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں اسلامی معاشرت کی بنیاد رکھی تو اس کے فکری و سیاسی خدوخال کو ایک تحریری ضابطے کی صورت میں منقح فرمایا، جسے تاریخ دستورِ مدینہ یا میثاقِ مدینہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ یہ وہ دستاویز ہے جو نہ صرف اسلامی سیاسی شعور کی اولین بنیاد قرار پائی بلکہ انسانی تاریخ میں "قانونِ آئین" (Constitutional Law) کے باضابطہ تصور کی اولین عملی مثال بھی ہے۔ اس دستور کی تدوین کسی فاتح کے فرمان کے طور پر نہیں بلکہ ایک اجتماعی معاہدے کے نتیجے میں وجود میں آئی، جس میں مختلف قبائل، مذہبی گروہوں اور شہری طبقات نے شرکت کی۔ یوں یہ معاہدہ محض حکمرانی کی تنظیم نہیں بلکہ اخلاقی و فکری یکجہتی کا منشور تھا۔ قرآنِ مجید نے اسی اخلاقی اتحاد کی اساس یوں بیان فرمائی:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾[7]

"بے شک سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں، پس اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ۔"

یہ قرآنی اصول دستورِ مدینہ کے روحانی محور کے طور پر کارفرما تھا۔ اس نے اجتماعیت کو نسب یا قومیت کے بجائے ایمان و اخوت پر استوار کیا۔ چنانچہ دستور کے بنیادی مضامین میں شہری مساوات، مذہبی آزادی، مشترکہ دفاع، عدل و انصاف کی بالادستی، اور ریاستی نظم کے اندر شوریٰ کا التزام نمایاں نظر آتا ہے۔

ابنِ ہشام نے دستورِ مدینہ کے متعلق روایت نقل کی ہے:

»وَكَتَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كِتَابًا بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، وَفِيهِ بَنُو أَوْفٍ عَلَى رِبَاعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ، وَلَهُمْ نَصْرٌ عَلَى مَنْ حَارَبَ أَهْلَ هَذَا الصَّحِيفَةِ[8]«.

رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین و انصار کے درمیان ایک معاہدہ تحریر فرمایا، جس میں بنو عوف اپنی باہمی جماعتوں کے ساتھ مومنین کے ساتھ رہیں گے، اور ان پر لازم ہے کہ وہ ان لوگوں کے خلاف مدد کریں جو اس معاہدے والوں سے جنگ کریں۔"

یہ دفعات نہ صرف سماجی یکجہتی کی علامت تھیں بلکہ قانونِ عامہ (Public Law) کے بنیادی اصولوں کی پیش رو بھی۔ اس دستاویز نے ریاست کے مختلف طبقات کو ایک آئینی فریم ورک میں منسلک کیا، جس کے تحت ہر گروہ کو مذہبی خود مختاری تو حاصل تھی مگر سیاسی ذمہ داری مشترکہ تھی۔ نبی ﷺ نے دستور میں عدل و شوریٰ کے جو اصول وضع فرمائے وہ اسلامی قانون سازی کی دائمی بنیاد قرار پائے۔ قرآنِ مجید نے شوریٰ کو اجتماعی نظم کا محور یوں قرار دیا: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾[9] "اور ان سے (اہلِ ایمان سے) معاملات میں مشورہ کرو۔" اس قرآنی حکم کے عملی نفاذ کی واضح جھلک دستورِ مدینہ میں دیکھی جا سکتی ہے، جہاں اجتماعی امور کے فیصلے مشاورت کے اصول پر طے کیے گئے۔ نبی ﷺ کا طرزِ عمل اس حقیقت کا مظہر ہے کہ اسلامی ریاست کی بنیاد مشورے، عدل اور عوامی شرکت پر رکھی گئی تھی نہ کہ شخصی استبداد پر۔

مغربی مفکر Montgomery Watt دستورِ مدینہ کی سیاسی اہمیت پر لکھتے ہیں:

> *"The Constitution of Medina was not merely a tribal truce; it was a declaration of a new political order based on shared responsibility and legal equality among diverse groups."*[10]

---

[6] Ibn Khaldūn, ʿAbd al-Raḥmān, Al-Muqaddimah (Beirut: Dār al-Fikr, 2005), 1: 247

[7] al-Ḥujurāt 49:10

[8] Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik, Al-Sīrah al-Nabawīyah (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 2004), 2: 148

[9] Āl ʿImrān 3:159

[10] W. Montgomery Watt, Muhammad at Medina (Oxford: Clarendon Press, 1956), 230

> "دستورِ مدینہ محض قبائلی صلح نامہ نہیں تھا بلکہ ایک نئے سیاسی نظم کا اعلان تھا، جو مختلف گروہوں کے درمیان مشترکہ ذمہ داری اور قانونی مساوات پر مبنی تھا۔"

یہ دستوری ماڈل، جس میں فرد اور جماعت دونوں کو حقوق و ذمہ داریوں کے توازن کے ساتھ تسلیم کیا گیا، دراصل اسلامی آئینیت (Constitutionalism) کی اولین شکل تھی۔

نبی ﷺ کے اس آئینی تصور میں قانون سازی وحی کی ہدایت سے منبعث تھی، مگر اس کا اطلاق انسانی تجربے اور اجتماعی مشورے سے ہوتا تھا۔ یہی اصول بعد میں فقہی اور سیاسی مباحث میں "اجماع" کی صورت میں ظاہر ہوا۔ امام شاطبی نے اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے لکھا:

> «إِنَّ مَقَاصِدَ الشَّرِيعَةِ تَدُورُعَلَى حِفْظِ النِّظَامِ وَ إِقَامَةِ الْعَدْلِ بَيْنَ الْعِبَادِ، وَذَلِكَ لَا يَتَأَتَّى إِلَّا بِالشُّورَى وَالِاتِّفَاقِ[11]».
>
> "شریعت کے مقاصد نظم کے قیام اور بندوں کے درمیان عدل کے قیام پر مبنی ہیں، اور یہ مقاصد صرف شوریٰ اور باہمی اتفاق کے ذریعے ہی پورے ہوتے ہیں۔"

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ دستورِ مدینہ کے اصول دراصل اسلامی قانون کے بنیادی مقاصد سے ہم آہنگ تھے۔

اب اگر دستورِ مدینہ کو جدید سیاسی اصطلاح میں Social Contract کے زاویے سے دیکھا جائے تو یہ جان لاک یا روسو کے نظریات سے بہت قبل ایک ایسے معاہدے کی صورت میں وجود میں آیا جس میں ریاست اور شہری ایک اخلاقی و قانونی عہد میں بندھے۔ تاہم نبوی ﷺ تناظر میں یہ معاہدہ محض معاشرتی نظم کی غرض سے نہیں بلکہ وحی الٰہی کی بنیاد پر قائم ہوا۔ یوں یہ معاہدہ انسانی مفاد کے بجائے الٰہی ہدایت کے تابع تھا، جس نے اسے "سیکولر سوشل کنٹریکٹ" سے ماوراء ایک مقدس عہد (Sacred Covenant) کی حیثیت دی۔

اسلامی مفکر محمد حمید اللہ نے اس پہلو کو اجاگر کرتے ہوئے لکھا:

> *"The Charter of Medina was not a secular constitution, but a divine covenant establishing a community bound by faith and moral law rather than by blood and tribe."*[12]
>
> "میثاقِ مدینہ ایک غیر مذہبی آئین نہیں بلکہ ایک الٰہی عہد تھا جس نے قومیت کو نسب یا خون کے بجائے ایمان اور اخلاقی قانون سے جوڑ دیا۔"

یوں دستورِ مدینہ کا نظریاتی محاورہ نہ صرف سیاسی نظم بلکہ اخلاقی و روحانی مرکزیت کا آئینہ دار ہے۔ یہ آئین وحی اور عقل، ایمان اور عدل، اور شریعت و سیاست کے حسین امتزاج کا مظہر ہے، جس نے انسانی اجتماعیت کو ایک ایسی آئینی ساخت عطا کی جس کی روح "توازن"، "مشاورت"، اور "ذمہ داری" ہے۔

اسی تناظر میں دیکھا جائے تو دستورِ مدینہ محض تاریخ کا ورق نہیں بلکہ اسلامی سیاسی فکر کا دائمی حوالہ ہے ایک ایسا آئینی نمونہ جس میں اقتدار، عدل کے تابع ہے اور قانون، اخلاق کی شرح۔ نبیِ رحمت ﷺ نے ریاست کو عبادت کا تسلسل بنا کر انسانی اجتماعیت کو وہ روح عطا کی جو آج کے جدید آئینی نظاموں میں کہیں گم ہو چکی ہے۔

مبحثِ سوم: سیرتِ نبوی ﷺ میں اصولِ شہریت مساوات، حقوق اور ذمہ داریوں کا شرعی فریم ورک

مدینہ منورہ میں جب نبیِ اکرم ﷺ نے اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی تو اس کے ساتھ ہی ایک نئے سیاسی و سماجی اصول" شہریت (Citizenship) "کی تعبیر دنیا کے سامنے آئی، جو نہ نسب پر مبنی تھی، نہ قومیت پر، بلکہ ایمان، عدل اور عہد پر قائم تھی۔ قبل از اسلام عرب میں کسی "اجتماعی شہریت" کا تصور نہیں تھا؛ افراد اپنی قبائل سے وابستگی کی بنیاد پر پہچانے جاتے اور حقوق و فرائض کا معیار نسب و عصبیت سے طے پاتا۔ رسولِ اکرم ﷺ نے اسی تصور کو ایمان و اخلاق کے اصول پر استوار کر کے ریاستی نظام کو انسانی مساوات کی بنیاد پر منظم کیا۔

قرآنِ مجید نے اسی اجتماعیت کی روح کو اس آیت میں مجسم کیا:

> ﴿إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَ أَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ﴾[13] "بے شک تمہاری یہ امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں، پس میری ہی عبادت کرو۔"

یہ آیت "اُمّت" کے تصور کو محض مذہبی نہیں بلکہ آئینی و سماجی معنویت عطا کرتی ہے۔ اس میں اجتماعیت کی اساس عبادتِ الٰہی کے تحت قائم کی گئی ہے، یعنی بندگی خداوندی ہی وہ مرکز ہے جو انسانی مساوات اور ریاستی وحدت کی ضامن بنتی ہے۔ نبی ﷺ نے جب مدینہ میں "میثاقِ مدینہ" مرتب فرمایا تو اس میں اسی قرآنی تصور کو ریاستی قانون کی بنیاد بنایا۔

---

[11] al-Shāṭibī, Ibrāhīm ibn Mūsā, Al-Muwāfaqāt fī Uṣūl al-Sharīʿah (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 1997), 2: 32

[12] Muhammad Hamidullah, The First Written Constitution in the World (Hyderabad: Dāirat al-Maʿārif al-ʿUthmānīyah, 1975), 17

[13] al-Anbiyāʾ 21:92

ابنِ ہشام نے روایت نقل کی:

»وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَثْرِبَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ، أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دُونِ النَّاسِ[14]«.

"قریش و یثرب کے مومن و مسلمان اور وہ سب جو ان کی پیروی کریں، سب ایک امت ہیں اور لوگوں کے علاوہ ان کا باہمی تعلق امت واحدہ کے طور پر قائم ہے۔"

یہ فقہِ شہریت کی اولین بنیاد تھی۔ "امت" یہاں محض مذہبی وحدت نہیں بلکہ سیاسی و شہری وحدت کی تعبیر ہے، جس میں ہر فرد اپنی ایمانی یا عہدی وابستگی کے باعث ریاست کا شہری بن جاتا ہے۔ اس تعریف نے جاہلی قبیلے کے محدود دائرے کو انسانی اجتماعیت میں تبدیل کر دیا۔

مسلم و غیر مسلم شہریوں کے حقوق و فرائض

سیرتِ نبوی ﷺ میں شہریت کی وسعت اس بات سے ظاہر ہے کہ دستورِ مدینہ میں یہود کو بھی ریاستی برادری کا حصہ قرار دیا گیا۔ ایک دفعہ میں درج ہے:

»وَإِنَّ الْيَهُودَ الَّذِينَ يُتَّبِعُونَا لَهُمُ النَّصْرُ وَالْأُسْوَةُ، غَيْرُ مَظْلُومِينَ وَلَا مُتَعَانِينَ عَلَيْهِمْ[15]«.

"اور جو یہود ہمارے ساتھ ہوں گے ان کے لیے مدد اور برابری کا حق ہے، ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا اور نہ ان کے خلاف کوئی امداد دی جائے گی۔"

یہ عبارت اس حقیقت کو نمایاں کرتی ہے کہ نبی ﷺ نے ریاستِ مدینہ میں شہری حقوق کو مذہبی وابستگی کے بجائے عہد اور قانون کے تابع بنایا۔ غیر مسلم شہریوں (اہلِ ذمہ) کو بھی جان، مال، عزت اور مذہبی آزادی کے مساوی حقوق حاصل تھے۔ چنانچہ ایک موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا:

»مَنْ آذَى ذِمِّيًّا فَأَنَا خَصْمُهُ، وَمَنْ كُنْتُ خَصْمَهُ خَصَمْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[16]«.

"جس نے کسی ذمّی کو ایذا دی، میں اس کا دشمن ہوں، اور جس کا میں دشمن ہوا، میں قیامت کے دن اس کا مقابل ہوں گا۔"

یہ اعلانِ نبوی ﷺ اس بات کا مظہر ہے کہ اسلامی ریاست میں شہریت کی بنیاد "انسانی حرمت" ہے، جو مذہب سے ماورا قانونی اور اخلاقی قدر کے طور پر قائم ہے۔
اسلامی مفکر محمد حمید اللہ نے اس پہلو کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا:

> *"The Prophet granted to non-Muslims not a mere tolerance but full citizenship, sharing in the defense and responsibilities of the state."*[17]

"نبی ﷺ نے غیر مسلموں کو صرف برداشت کا درجہ نہیں بلکہ مکمل شہریت عطا کی، جس میں وہ ریاست کے دفاع اور ذمہ داریوں میں برابر کے شریک تھے۔"
یہ نقطہ نبی ﷺ کے آئینی وژن کی ہمہ گیریت کو اجاگر کرتا ہے، جس میں شہری حقوق و فرائض مذہب کے بجائے قانون اور اجتماعی عہد پر مبنی ہیں۔

مساواتِ شہریت کے عملی مظاہر

نبوی ﷺ ریاست میں شہری مساوات کا سب سے نمایاں پہلو دفاعی اشتراک تھا۔ دستورِ مدینہ کے مطابق تمام شہری خواہ مسلمان ہوں یا یہودی دشمن کے حملے کی صورت میں باہمی دفاع کے پابند تھے۔ ابنِ اسحاق نے نقل کیا:

»وَإِنَّ عَلَى الْيَهُودِ نَفَقَتَهُمْ، وَعَلَى الْمُسْلِمِينَ نَفَقَتَهُمْ، وَإِنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلَى مَنْ حَارَبَ أَهْلَ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ[18]«.

"یہود اپنے اخراجات کے ذمہ دار ہوں گے اور مسلمان اپنے، مگر دونوں اس معاہدے کے تمام اہل کے خلاف جنگ کی صورت میں باہم مددگار ہوں گے۔"

یہ دفاعی شرکت اس بات کا ثبوت ہے کہ ریاستِ مدینہ میں شہریت کا معیار "فرائض میں مساوات" پر مبنی تھا۔
اسی طرح مالی نظم میں بھی مساوات کا اصول قائم کیا گیا۔ بیت المال کی ذمے داری میں تمام شہری شامل تھے، اور ریاستی وسائل کی تقسیم میں عدل کو بنیاد بنایا گیا۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

»كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ[19]«.

---

[14] Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik, Al-Sīrah al-Nabawīyah (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 2004), 2: 149

[15] Ibn Hishām, Al-Sīrah al-Nabawīyah, 2: 150

[16] Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusaīn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-ʿIlmīya, 1330 AH), 3: 4521

[17] Muhammad Hamidullah, The First Written Constitution in the World (Hyderabad: Dāirat al-Maʿārif al-ʿUthmānīyah, 1975), 21

[18] Ibn Hishām, Al-Sīrah al-Nabawīyah, 2: 151

"تم میں ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہو گی۔"

یہ فرمان حکمرانی اور شہری تعلق کے مابین اخلاقی توازن کا جامع اظہار ہے۔ یہاں ہر فرد، خواہ حکمران ہو یا رعایا، اپنی ذمہ داری کے دائرے میں جواب دہ ہے۔

مستشرق W. Montgomery Watt نے اعتراف کیا ہے:

> "In the Prophet’s polity, equality before the law was not theoretical but lived reality, extending to Muslims and non-Muslims alike."[20]
>
> "نبی ﷺ کے نظامِ سیاست میں قانون کے سامنے مساوات محض نظری تصور نہیں بلکہ عملی حقیقت تھی، جو مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں تک وسعت رکھتی تھی۔"

یہ مساوات ہی وہ اساس ہے جس نے مدینہ کی ریاست کو "اخلاقی ریاست (Moral Polity) " میں تبدیل کیا، جہاں شہری شرف کا پیمانہ ایمان یا نسب نہیں بلکہ عدل، عہد، اور خدمت تھا۔ سیرتِ نبوی ﷺ کا یہ اصولی فریم ورک آج کے عالمی قانونِ شہریت کے مقابل ایک متوازن ماڈل پیش کرتا ہے۔ اس میں فرد کو آزادی ملتی ہے مگر اس آزادی کے ساتھ ذمہ داری بھی لازم ہے؛ اس میں مذہبی تنوع کی گنجائش ہے مگر ریاستی نظم پر کوئی سمجھوتہ نہیں؛ اور اس میں مساوات کا تصور صرف قانون کے لفظوں میں نہیں بلکہ اجتماعی اخلاق کے ضمیر میں زندہ ہے۔ یوں نبیِ رحمت ﷺ نے انسانیت کو شہریت کا ایسا ضابطہ عطا فرمایا جس میں عدل، رحم، اور عہد سب جمع ہیں ایک ایسا آئینی و اخلاقی نظام جو آج بھی عالمی انصاف اور انسانی وقار کے مباحث میں اپنی معنویت برقرار رکھے ہوئے ہے۔

مبحثِ چہارم: سیرتِ نبوی ﷺ اور بین المذاہب ہمزیستی مکالمہ، معاہدہ اور رواداری کا نظام

مدینہ منورہ کی ریاست انسانی تاریخ میں بین المذاہب ہمزیستی (Interreligious Coexistence) کی پہلی عملی مثال تھی، جس کی بنیاد نبیِ اکرم ﷺ نے مکالمے، معاہدے اور رواداری کے اصولوں پر رکھی۔ آپ ﷺ نے ایسے معاشرے کی تشکیل کی جو متنوع عقائد، ثقافتوں اور قبائل پر مشتمل تھا، مگر سب کو ایک جامع نظمِ اجتماعی میں شامل کر کے امن و عدل کا نمونہ بنا دیا۔ سیرتِ نبوی ﷺ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ اسلام نے اختلاف کو مٹانے کے بجائے اسے بقائے باہمی کے ذریعے نظم دینے کا راستہ اپنایا۔

قرآنِ مجید نے اسی تنوع کو ربّانی حکمت کا مظہر قرار دیا:

﴿وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ﴾[21]

"اور اگر تیرا رب چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا، مگر وہ ہمیشہ مختلف ہی رہیں گے۔"

یہ آیت بتاتی ہے کہ اختلافِ عقائد فطری ہے اور اس کا حل جبر یا طاقت نہیں بلکہ مکالمہ اور عدل ہے۔ نبی ﷺ نے اسی قرآنی اصول کو سیرتِ عملی میں ڈھال کر مذہبی تنوع کو امن کی بنیاد بنایا۔

اہلِ کتاب اور دیگر گروہوں سے معاہداتِ مدینہ کا تحقیقی جائزہ

اسلامی ریاستِ مدینہ میں نبی ﷺ نے مختلف مذہبی گروہوں خصوصاً یہود، نصاریٰ، اور مشرک قبائل کے ساتھ واضح آئینی معاہدے کیے۔ سب سے نمایاں میثاقِ مدینہ (Constitution of Medina) ہے، جو جدید عہد کی اصطلاح میں ایک بین المذاہب سوشل کنٹریکٹ (Interfaith Social Contract) تھا۔

ابنِ ہشام نے نقل کیا:

«وَإِنَّ الْيَهُودَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ، لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِينَ دِينُهُمْ[22]».

"یہودِ بنی عوف مومنین کے ساتھ ایک امت ہیں؛ یہود کے لیے ان کا دین اور مسلمانوں کے لیے ان کا دین۔"

یہ دفعہ مذہبی آزادی کے اصول پر مبنی ہے، جو اس وقت کی دنیا میں کسی آئینی نظام کا حصہ نہیں تھا۔ اس میں مذہبی شناخت کو برقرار رکھتے ہوئے شہری یکجہتی کا تصور دیا گیا۔ نبی ﷺ نے عقیدے کو نہیں بلکہ امنِ اجتماعی اور عہدِ وفاداری کو ریاستی تعلق کا معیار قرار دیا۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ اس میثاق کو بین المذاہب تعلقات کا پہلا عالمی منشور قرار دیتے ہیں:

> *"It was the first written constitution which granted religious freedom to all communities while ensuring their cooperation for common defense and justice."*[23]

---

[19] Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusaīn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-ʿIlmīya, 1330 AH), 2: 3408

[20] W. Montgomery Watt, Muhammad: Prophet and Statesman (Oxford: Oxford University Press, 1961), 117

[21] Hūd 11:118

[22] Ibn Hishām, Al-Sīrah al-Nabawīyah, 2: 150

"یہ دنیا کا پہلا تحریری آئین تھا جس نے تمام برادریوں کو مذہبی آزادی دی اور ساتھ ہی اجتماعی دفاع و عدل میں باہمی تعاون کو لازم قرار دیا۔"

یہ معاہدات محض امن کے وقتی اقدامات نہیں بلکہ ایک اصولی فریم ورک تھے جنہوں نے اسلامی قانونِ بین المذاہب تعلقات (Interfaith Law) کی بنیاد فراہم کی۔

سیرتِ نبوی ﷺ میں مذہبی آزادی، امنِ عامہ اور رواداری کے اصول

نبیِ اکرم ﷺ نے مذہبی آزادی کو انسانی وقار کا لازمی حصہ قرار دیا۔ قرآن نے فرمایا:

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ﴾[24]

"دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں۔"

یہ آیت صرف مذہبی اصول نہیں بلکہ ایک ریاستی قانون کے طور پر نبی ﷺ نے اس کو نافذ کیا۔ مدینہ میں یہود، نصاریٰ اور مشرکین سب کو اپنے مذہبی مراسم ادا کرنے کی مکمل آزادی حاصل تھی۔ ابنِ سعد روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نجران کے عیسائی وفد کو مسجدِ نبوی میں عبادت کی اجازت دی:

»وَصَلَّوْا فِيهَا صَلَاتَهُمْ إِلَى الْمَشْرِقِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: دَعُوهُمْ[25]«.

"انہوں نے مسجد میں مشرق کی سمت نماز پڑھی، رسولِ اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں پڑھنے دو۔"

یہ واقعہ نہ صرف رواداری بلکہ مکالمے کی عملی مثال ہے۔ آپ ﷺ نے اختلافِ عقیدہ کو نفرت یا مزاحمت کا سبب نہیں بنایا بلکہ اسے تعارف و تفاہم کا ذریعہ بنایا۔

قرآنِ مجید نے اسی اصول کو واضح کیا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا﴾[26]

"اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں اس لیے تقسیم کیا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔"

یہ آیت مذہبی و نسلی تنوع کے مثبت پہلو یعنی "تعارف" کو بنیاد بناتی ہے جو رواداری کے اسلامی تصور کا مرکزی اصول ہے۔

اختلاف کے باوجود بقائے باہمی کی نبوی ﷺ حکمتِ عملی

نبی ﷺ کی حکمتِ عملی اختلاف کو دبانے یا مٹانے کے بجائے ادبِ اختلاف (Ethics of Difference) کے اصول پر مبنی تھی۔ آپ ﷺ نے مدینہ میں نہ صرف مذہبی گروہوں بلکہ قبائلی سرداروں اور مخالفین کے ساتھ بھی مکالمہ برقرار رکھا۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

»أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهَدًا أَوِ انْتَقَصَهُ حَقَّهُ، أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ، أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ، فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[27]«.

"خبردار! جس نے کسی معاہد (غیر مسلم شہری) پر ظلم کیا، اس کا حق گھٹایا، اسے طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالا، یا بغیر رضا کے کچھ لیا، تو میں قیامت کے دن اس کے خلاف حجت ہوں گا۔"

یہ فرمان بقائے باہمی کی اخلاقی اساس ہے یعنی اختلاف کے باوجود انصاف اور احترام کا برتاؤ۔

معاصر اسلامی مفکر فضل الرحمن لکھتے ہیں:

"The Prophet established coexistence on the moral foundation of justice, not mere tolerance. His vision was an inclusive community bound by law and conscience."[28]

"نبی ﷺ نے بقائے باہمی کو صرف رواداری نہیں بلکہ عدل کی اخلاقی بنیاد پر قائم کیا؛ ان کی نگاہ میں امت ایک جامع برادری تھی جو قانون اور ضمیر سے بندھی ہوئی تھی۔"

---

[23] Muhammad Hamidullah, The First Written Constitution in the World (Hyderabad: Dāʾirat al-Maʿārif al-ʿUthmānīyah, 1975), 23

[24] al-Baqarah 2:256

[25] Ibn Saʿd, Al-Ṭabaqāt al-Kubrā, 1: 357.

[26] al-Ḥujurāt 49:13

[27] Abū Dāwūd, Sunan Abī Dāwūd, 3052

[28] Fazlur Rahman, Islam and Modernity: Transformation of an Intellectual Tradition (Chicago: University of Chicago Press, 1982), 44

یہی اصول آج کے بین المذاہب تعلقات کے لیے رہنما ہیں: مکالمہ نفرت کا متبادل ہے، معاہدہ تصادم کا علاج، اور رواداری ظلم کا تریاق۔

سیرتِ نبوی ﷺ میں بین المذاہب ہمزیستی کا تصور محض اخلاقی تعلیم نہیں بلکہ ریاستی پالیسی تھا۔ آپ ﷺ نے مذہبی تنوع کو تصادم نہیں بلکہ تعاون میں بدل دیا، اختلاف کو عداوت نہیں بلکہ مکالمے میں ڈھالا، اور رواداری کو کمزوری نہیں بلکہ عدل و کرامت کا اظہار بنایا۔

اس طرح ریاستِ مدینہ کی تشکیل نے ایک ایسا نظامِ رواداری قائم کیا جس میں مذہب، عقیدہ اور نسلی فرق کے باوجود امنِ عامہ، انصاف اور انسانی وقار محفوظ رہے اور یہی وہ ماڈل ہے جو آج کے عالمگیر تناظر میں اسلام کی طرف سے بین المذاہب ہمزیستی کا سب سے روشن اور عملی نمونہ ہے۔

مبحثِ پنجم: سیرتِ نبوی ﷺ کے آئینی اصولوں کی معاصر معنویت جدید ریاستی و بین المذاہب تناظر میں تجزیہ

سیرتِ نبوی ﷺ کا مطالعہ اس پہلو سے کیا جائے کہ اس نے انسانی تاریخ کو قانون، سیاست اور سماجی نظم کے جس زاویے سے دیکھا، تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی آئینی فکر نہ صرف ساتویں صدی کے عرب میں ایک غیر معمولی انقلابی حیثیت رکھتی تھی بلکہ آج کے جدید آئینی، جمہوری اور بین المذاہب تناظر میں بھی فکری و اخلاقی معنویت رکھتی ہے۔ نبی ﷺ نے ایک ایسے عمرانی و قانونی نظام کی بنیاد رکھی جس میں انسانی وقار، مساوات، قانون کی بالادستی، مشاورت اور عدل جیسے اصول وہی اہمیت رکھتے تھے جو آج جدید ریاستوں میں Human Rights، Equality before Law، اور Rule of Law کی صورت میں تسلیم کیے جاتے ہیں۔

یہ وہ فکری و اخلاقی ربط ہے جس نے دستورِ مدینہ کو ایک تاریخی دستاویز سے بڑھ کر عالمی آئینی فکر کا سنگِ میل بنا دیا۔ جدید ریاستی نظام کے فلاسفہ جیسے جان لاک، روسو اور ہابس نے جس "سوشل کنٹریکٹ (Social Contract) "کی تعبیر دی، اس کے عملی خدوخال چودہ صدی قبل نبی ﷺ کی ریاستِ مدینہ میں بالفعل ظاہر ہو چکے تھے۔

دستورِ مدینہ کے اصولوں کی روشنی میں جدید آئینی ریاستوں کا تقابلی مطالعہ

دستورِ مدینہ کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس نے ایک کثیر المذہبی اور کثیر النسلی معاشرے کے لیے آئینی اتحاد (Constitutional Unity) کا تصور پیش کیا۔ ابن ہشام نے نقل کیا:

»إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دُونِ النَّاسِ[29]«.

"یہ سب (اہلِ مدینہ) دیگر تمام انسانوں کے مقابلے میں ایک امت ہیں۔"

یہ جملہ ریاستی فکر میں ایک فکری انقلاب تھا، کیونکہ اس نے مذہب اور نسل کی بجائے عہدِ شہری (Civic Contract) کو اتحاد کی بنیاد بنایا۔ جدید آئینی ریاستوں میں بھی یہی اصول شہری مساوات (Civic Equality) کی بنیاد ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں:

> *"The Constitution of Medina is the first written document that recognized pluralism under one political authority, a concept that modern constitutionalism rediscovered centuries later."*[30]
>
> "میثاقِ مدینہ وہ پہلی تحریری دستاویز تھی جس نے ایک سیاسی نظم کے تحت تعددیت کو تسلیم کیا، جسے جدید آئینی فکر نے صدیوں بعد از سرِ نو دریافت کیا۔"

دستورِ مدینہ کے تحت ہر گروہ کو مذہبی آزادی حاصل تھی مگر ساتھ ہی ریاستی نظم و دفاع میں شرکت بھی لازم تھی۔ یہ دوہرا اصول آزادی اور ذمہ داری جدید جمہوری نظاموں کے بنیادی توازن کی یاد دلاتا ہے، جہاں حقوق اور فرائض ایک دوسرے سے جدا نہیں بلکہ متوازن بنیادوں پر قائم ہیں۔

بین المذاہب تعلقات، انسانی حقوق اور شہری برابری کے جدید مباحث پر سیرتِ نبوی ﷺ کی تطبیق

نبیِ اکرم ﷺ کی آئینی بصیرت اس نکتے پر سب سے زیادہ نمایاں ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے مذہب، عقیدہ اور ثقافت کے اختلاف کے باوجود انسانی حیثیت کو مشترک بنیاد بنایا۔ قرآنِ مجید نے اسی کو اصولی صورت میں یوں بیان کیا:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾[31] "اور یقیناً ہم نے بنی آدم کو بزرگی بخشی۔"

یہ آیت یونیورسل ہیومن ڈگنٹی (Universal Human Dignity) کے اسلامی تصور کا مرکز ہے، جو جدید Human Rights Charters کی اصل روح سے ہم آہنگ ہے۔ نبی ﷺ نے میثاقِ مدینہ میں غیر مسلم شہریوں کے لیے جو ضمانت دی، وہ انسانی برابری کے اصول کی واضح تعبیر ہے۔

»لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِينَ دِينُهُمْ، مَوَالِيهِمْ وَ أَنْفُسُهُمْ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَ أَثِمَ[32]«.

---

[29] Ibn Hishām, Al-Sīrah al-Nabawīyah (Cairo: Dār al-Maʿārif, 1955), 2: 150

[30] Muhammad Hamidullah, The First Written Constitution in the World (Hyderabad: Dāʾirat al-Maʿārif al-ʿUthmānīyah, 1975), 29

[31] al-Isrāʾ 17:70

[32] Ibn Kathīr, Al-Bidāyah wa al-Nihāyah (Beirut: Dār al-Fikr, 1985), 3: 223

"یہود کے لیے ان کا دین اور مسلمانوں کے لیے ان کا دین ہے؛ ان کے حلیف اور خود ان کی جانیں محفوظ ہیں، سوائے اس کے جو ظلم کرے یا گناہ کرے۔"

یہ اصول جدید ریاستوں کے Citizenship Rights کے بالکل ہم معنی ہیں۔ معاصر بین الاقوامی قانون میں مذہبی اقلیتوں کی حیثیت کا تصور اسی روح کا تسلسل ہے۔ نبی ﷺ نے نہ صرف کانُو مذہبی آزادی بلکہ قانونی مساوات کو بھی ایک عملی حقیقت بنایا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

»إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ[33]«.

"تم سے پہلے امتیں اس لیے ہلاک ہوئیں کہ اگر ان میں کوئی شریف چوری کرتا تو چھوڑ دیتے، اور اگر کوئی کمزور کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔"

یہ حدیث Rule of Law اور Equality before Law کے جدید اصولوں سے عین مطابقت رکھتی ہے۔

سیرتِ نبوی ﷺ کی آئینی فکر کی موجودہ مسلم معاشروں میں معنوی و عملی افادیت

موجودہ مسلم دنیا میں جہاں قومی ریاست (Nation-State) کے تصورات، شہری حقوق (Civil Rights) کے مطالبات، اور بین المذاہب تعلقات کے تناؤ ایک مستقل چیلنج کی صورت میں موجود ہیں، وہاں سیرتِ نبوی ﷺ کی آئینی فکر ایک ہمہ جہت فکری و عملی ماڈل مہیا کرتی ہے۔

اسلامی آئینی فکر کے معاصر شارح، طارق رمضان لکھتے ہیں:

> *"The Prophet's governance model remains a paradigm of justice, consultation and pluralism, offering a balance between divine law and civic reason."*[34]

"نبی ﷺ کا نظامِ حکمرانی عدل، مشاورت اور تعددیت کا ایسا نمونہ ہے جو الٰہی قانون اور شہری عقل کے درمیان توازن فراہم کرتا ہے۔"

اسی تناظر میں اگر دیکھا جائے تو سیرتِ نبوی ﷺ کی آئینی تعلیمات محض مذہبی تاریخ نہیں بلکہ پالیسی ڈھانچے کی صورت رکھتی ہیں، جو جدید مسلم ریاستوں میں عدالت، مساوات اور تکثیریت (Pluralism) کے فروغ کا عملی منہج فراہم کر سکتی ہیں۔

خلاصہ بحث

نبی ﷺ کی آئینی حکمتِ عملی نے یہ ثابت کیا کہ قانونِ الٰہی اور انسانی حقوق میں تصادم نہیں بلکہ تکمیل کا رشتہ ہے، اور ریاستی نظم کا مقصد کسی خاص گروہ یا طبقے کی بالادستی نہیں بلکہ انسان کی مجموعی فلاح ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ کا آئینی فلسفہ آج کے جدید سیاسی و قانونی مباحث کے لیے ایک ایسا فکری محور فراہم کرتا ہے جو آزادی، مساوات، عدل اور رواداری کے اصولوں کو وحی اور عقلِ انسانی کے امتزاج سے مربوط کرتا ہے۔ دستورِ مدینہ کی تعبیرات خواہ وہ شہری مساوات ہوں، مذہبی آزادی یا شوریٰ کا نظام آج کے انسانی حقوق کے منشور سے کہیں زیادہ عمیق اخلاقی بنیادوں پر قائم ہیں۔ یوں سیرتِ نبوی ﷺ کی آئینی فکر محض ماضی کی یادگار نہیں، بلکہ مستقبل کی ریاستِ عدل ورحمت کے لیے فکری رہنمائی کی وہ منبع ہے جو زمان ومکان کی قیود سے ماورا، انسانیت کے دائمی اصولوں کی پاسدار ہے۔

* * *

Bibliography / کتابیات

- Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī. *Sunan Abī Dāwūd* (n.p.: Standard Islamic Publishing, 2000).
- Fazlur Rahman. *Islam and Modernity: Transformation of an Intellectual Tradition* (Chicago: University of Chicago Press, 1982).
- Hamidullah, Muhammad. *The First Written Constitution in the World* (Hyderabad: Dāʾirat al-Maʿārif al-ʿUthmānīyah, 1975).
- Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik. *Al-Sīrah al-Nabawīyah* (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 2004).
- ———. *Al-Sīrah al-Nabawīyah* (Cairo: Dār al-Maʿārif, 1955).
- Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar. *Al-Bidāyah wa al-Nihāyah* (Beirut: Dār al-Fikr, 1985).
- Ibn Khaldūn, ʿAbd al-Raḥmān. *Al-Muqaddimah* (Beirut: Dār al-Fikr, 2005).
- Ibn Saʿd, Muḥammad. *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā* (n.p.: Classical Arab Heritage Press, 1990).
- Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī, Abū al-Ḥusayn. *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpūr: Dār al-Khilāfah al-ʿIlmīyah, 1330 AH).
- Ramadan, Tariq. *Radical Reform: Islamic Ethics and Liberation* (Oxford: Oxford University Press, 2009).
- Al-Shāṭibī, Ibrāhīm ibn Mūsā. *Al-Muwāfaqāt fī Uṣūl al-Sharīʿah* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 1997).
- Watt, W. Montgomery. *Muhammad at Medina* (Oxford: Clarendon Press, 1956).
- ———. *Muhammad: Prophet and Statesman* (Oxford: Oxford University Press, 1961).

---

[33] Al-Qushayrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim (Nishā pūr: Dār al-Khilāfā al-ʿIlmīyah, 1330 AH), 3: 1687

[34] Ramadan, Tariq, Radical Reform: Islamic Ethics and Liberation (Oxford: Oxford University Press, 2009), 87.